سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ شادی بیاہ کے موقع پر دولہن کو لانے والی گاڑی کو مزین کرنا پھولوں وغیرہ سے اس کی سجاوٹ کرنا شرعا کیا حکم ہے جواز وعدم جواز ومباح وغیرہ میں سے۔ راہنمائی فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں؟

(۲) ۔۔۔اگر دولہا خود تو یہ مذکورہ کام نہ کرے، بلکہ اس کے دوست زبردستی اپنے پیسوں سے اور خوشی سے گاڑی کی سجابندھی اور گھر وکمرہ وغیرہ کی سجابندھی کا انتظام کریں تو ناجائز ہونے کی صورت میں دولہا بھی گناہ گار ہوگا یا نہیں؟ جبکہ دولہا منع بھی کر چکا ہے اور گھر پر لائٹنگ کرنا شرعا حکم چہ دارد؟

(۳)۔۔۔ایک مفتی صاحب زید مجدھم نے فرمایا: یہ عرفی مسئلہ ہے لہٰذا یہ مذکورہ تمام کام مباح ہیں۔

دلیل: حضور ﷺ کے اور بعد میں صحابہ، تابعین، تبع تابعین رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین کے زمانہ میں ڈولی ہوتی تھی جس کا مکمل طور پر تزیین وسجاوٹ کا اہتمام کیا جاتا تھا دولہن کی دل جوئی کے لیے، کہ یہ میت کے گھر میں نہیں آئی بلکہ اہل وعمران میں آئی ہے۔

نیز دولہن کے آنے پر پھول نچھاور کرنا شرعی طریقہ نظر سے جائز ہے یا نہیں؟

جزاك الله خيرا و أحسن الجزاء- بارك الله في علمكم و عملكم

المستفتی: قاری عبداللہ ملتان

03069745263

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا و مصلیا

واضح رہے کہ شادی بیاہ کے موقع پر دولہن کو لانے والی گاڑی کو مزین کرنا، گھر پر بتیاں لگانا اور گاڑی پر پھولوں کی پتیاں پھینکنا چونکہ نمود ونمائش اور تفاخر کے طور پر ہوتا ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہیے، حدیث شریف کی رو سے سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو، البتہ دولہا کے منع کرنے کے باوجود دوستوں کے انتظام کرنے سے دولہا پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

Scanned with CamScanner

اعتدال کے ساتھ

اگر محض زیب وزینت اور فرحتِ قلب کے لیے گاڑی اور گھر کو سجایا جائے تو گنجائش ہے۔

حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے زمانہ میں کجاوہ استعمال ہوتا تھا، جسے اونٹ پر رکھتے تھے، اس کا استعمال عام تھا، شادی بیاہ کے مواقع کے لیے خاص نہیں تھا۔

لما في القرآن الحكيم:

{والذين إذا أنفقوا لم يُسرِفوا و لم يَقتُروا وكان بين ذالك قواما} (الفرقان: 67)

ولقوله عليه السلام:

"إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة"

(مسندأحمد:رقم الحديث:24529، 41/ 75، ط:مؤسسة الرسالة، بيروت)

و في الهندية:

إرخاء الستر على الباب مكروه نص عليه محمد رحمه الله تعالى في السير الكبير لأنه زينة وتكبر والحاصل أن كل ما كان على وجه التكبر يكره وإن فعل لحاجة وضرورة لا هو المختار كذا في الغياثية

(كتاب الكراهية و الاستحسان:5/ 415، ط: دارالفكر، بيروت)

وفي روح المعاني:

((قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ))"والحق أن كل مالم يقم الدليل على حرمته داخل في هذه الزينة لا توقف في استعماله مالم يكن فيه نحو مخيلة كما أشير اليه فيما تقدم.

وقد روي أنه صلى الله عليه و سلم خرج وعليه رداء قيمته ألف درهم،

وكان أبو حنيفة رضي الله تعالى عنه يرتدي برداء قيمته اربعمائة دينار وكان يأمر أصحابه بذلك وكان محمد يلبس الثياب النفيسة ويقول : إن لي نساء وجواري

فازين نفسي كي لا ينظرن إلى غيري وقد نص الفقهاء على أنه يستحب التجمل لقوله عليه الصلاة و السلام إن الله تعالى إذا أنعم على عبد أحب أن يرى أثر نعمته عليه وقيل لبعضهم : أليس عمر رضي الله تعالى عنه كان يلبس قميصا عليه كذا رقعة فقال : فعل ذلك لحكمة هي أنه كان أمير المؤمنين

جاری ہے---

Scanned with CamScanner

وعماله يقتدون به وربما لا يكون لهم مال فيأخذون من المسلمين"

(روح المعاني: سورة الأعراف:الأية:32، 9/ 89، ط:مؤسسة الرسالة، بيروت)

و في التتارخانية:

"وأما الذى يرجع إلى غير البدن: قال محمد رحمه الله تعالى: ولابأس بأن يتخذ الرجل في بيته سريرا من ذهب أو فضة و عليه الفرش من الديباج يتجمل بذالك بين الناس من غير أن يقعد عليه أو ينام عليه، فإن ذالك منقول عن السلف من الصحابة و التابعين"

(كتاب الكراهية والاستحسان: الفصل الحادي والعشرون في الزينة: 18/ 214، مكتبة فاروقية، كوئته)

و في الهندية:

"ولا بأس بأن يتخذ الرجل في بيته سريرا من ذهب أو فضة وعليه الفرش من الديباج يتجمل بذلك للناس من غير أن يقعد أو ينام عليه فإن ذلك منقول عن السلف من الصحابة والتابعين كذا في المحيط."

(كتاب الكراهية و الاستحسان:5/ 415، ط: دارالفكر، بيروت)فقـــــــــــــــــــــط

والله تعالى أعلـــــم بالصواب

كتـــــــبه: عثمان غني

المتخصص في الفقـــه الاسلامي

بالجامعـــــة الفاروقيـة كراتشي

٢٨/ ٧/ ١٤٤٢ھ ١٣/ ٣/ ٢٠٢١م

الجواب صحيح

٢٩/٧/١٤٤٢ھ

الجواب صحيح

٢٩/٧/١٤٤٢ھ